مقالہ خصوصی بر موقع تقریب صحیح بخاری شریف

تحریر: جناب غلام سرور قریشی ریٹائرڈ ٹیچر۔عباس پورہ جہلم

صحیح بخاری شریف کو آسمانِ حدیث پر وہی مقام حاصل ہے جو تاروں بھرے آسمان پر بدرِ منیر کو ہے۔ صحاحِ ستہ کی وہ سردار ہے۔قرآن مجید کے بعد اصح الکتاب کے شرف سے سرفراز ہے۔شمع رسالتؐ کے پروانے، جنہوں نے بدر و اُحد میں، دشمنانِ خدا کے تیروں کے سامنے اپنا سینہ سپر بنایا اور محمد ﷺ کو گزندِ عدو سے بچایا، وہ بالفعل حضورِ اقدس ﷺ پر قربان ہوئے۔ پروانہ جل مرتا ہے اور شمع بجھ جاتی ہے اور اس جانسپاری کا حاصل صرف ایک شاعرانہ تخیل ہے جسے غاوون عمر بھر لئے پھرتے ہیں مگر پروانہ اپنی جبلت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے شمع پر مرمٹتا ہے اور نہیں جانتا کہ وہ کیوں جلتا، بھنتا اور مرتا ہے۔رہی بے چاری شمع تو اس کا نور، کافور اور اگر چراغ ہو تو تیل کا مرہون ہوتا ہے مگر ہمارے سراج منیرؐ کے پروانے اُحد میں ان پر پورے عہد کے ساتھ قربان ہوئے اور اپنی قربانی کے ذریعے سراج منیرؐ کی تابانیوں کو بجھنے سے بچایا اور عنداللہ فوزِ عظیم پایا۔ یہ یوم اُحد کی اسی جانسپاری کا اثر ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیش کی، کہ اللہ تعالیٰ کے سراج منیر کی اشعہ ہدایت، پوری کائنات کو منور کئے ہیں۔ یہ شمع ہدایتؐ بجھی نہیں اپنی مسجد میں مدفون ہے مگر اس کی ہدایت ''اُحسن الهدیٰ ہدیِ محمدؐ'' کے طرۂ امتیاز کے ساتھ ''خیر الکلام کتاب اللہ'' کا ڈنکا بجا رہی ہے اور اہل بدعت کی راہ میں سنگ گران بنی ہے۔

اہل تقلید کے برعکس ہم ہدایت، کلام اللہ اور حدیثِ رسول اللہؐ سے حاصل کرتے ہیں اس لئے ہم اپنے مدارس میں دورہ حدیث نہیں کراتے بلکہ پوری بخاری شریف مع صحاح ستہ سبقاً پڑھاتے اور تکمیل بخاری پر سندِ فراغت دیتے ہیں۔ ہمارے مقاصد بھی ان سے مختلف ہیں ہم ہدایت کتاب اللہ کی آیات اور حدیثِ رسول اللہ ﷺ کی لامعات سے پاتے ہیں جبکہ وہ اپنے آئمہ کرام کے قیاسات واجتہاد پر مبنی فتاویٰ کو درست ثابت کرنے کیلئے آیات واحادیث کو ان کے مواضع سے ہٹا کر تحریف میں عمر عزیز گنواتے اور مسئلہ کو عنداللہ وعند رسول اللہؐ کی جگہ عندالامام پر منتہی کرتے ہیں۔ جب ہم بخاری شریف کی تکمیل کی تقریب منعقد کرتے ہیں تو یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہم صحاحِ ستہ کی دیگر پانچ صحاح کی اہمیت کو گھٹاتے ہیں۔ہم تفسیر قرآن کے بعد صحاحِ ستہ کی بھی تکمیل

کراتے ہیں اور چونکہ صحیح بخاری شریف سب سے آخر میں ختم کراتے ہیں اس لئے ایک ہی جامع تقریب منعقد کرتے ہیں۔ حدیثِ رسول اللہؐ، چونکہ قرآن کا آسمانی بیان ہے اس لیے اسی بیان کی روشنی میں تعلیم وتفسیرِ قرآن کے بعد ہمارا نصاب مکمل ہوتا ہے چنانچہ ہماری سندِ فراغت، دراصل قرآن وحدیث کی تکمیل پر ہی ملتی ہے۔

منکرین حدیث کو صحاح ستہ سے چڑ ہے کہ ان کی موجودگی میں وہ قرآن مجید کی من مانی تفسیر نہیں کرسکتے۔ وہ حدیث شریف کو قرآن کی زبانی توجیہہ کہہ کر اس لئے ٹھکراتے ہیں کہ اس رکاوٹ کو دور کرسکیں جو قرآن کی تفسیر بالرائے کے راستے میں سنگ گراں کی طرح حائل ہے۔ ہمارے نزدیک جس طرح قرآن مجید قدیم ہے، اسی طرح حدیث بھی قدیم ہے۔ اگر حدیث کو حادث مان لیا جائے جو زمانے کے ساتھ بدل سکتی ہے تو قرآن خود بخود ہی حادث ٹھہرتا ہے۔ اس لئے قیاس واجتہاد پر مبنی فتاویٰ، دراصل انکارِ حدیث ہی کی ایک صورت ہے۔

غلام احمد پرویز کا ناس ہو جس نے انکارِ حدیث کیا اور قرآنی احکام کو بدلنے کی ناپاک جسارت کی اس نے قرآن اور نورِ مبین اور آیات بینات کی نہایت ہی جاہلانہ تعبیر کر کے بہت سے جُہلا کو گمراہ کر دیا۔ غلام احمد قادیانی کا غلام احمد پرویز دراصل عکس ثانی ہے۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمان جاہلوں کو گمراہ کیا اور پرویز نے انکارِ حدیث کر کے بھی دراصل نبوت ہی کا دعویٰ کیا ہے۔

قرآن مجید اور اس کا بیان خاتم النبیینؐ پر منزل من اللہ ہے۔ اگر اس بیان یعنی حدیث نبویؐ کو قرآن سے الگ کر دیا جائے اور قرآن کی تفسیر عصری تقاضوں کے مطابق اپنی رائے سے کر لی جائے تو جو شخص یہ تفسیر کرے گا وہ دراصل نبی ہونے کا مدعی ہوگا کیونکہ قرآن نبی کریم ﷺ پر اترا تھا اور اس کی تفسیر بھی اسی نبیؐ کے ذمے تھی مگر وہ نبی ﷺ بھی اس کی تفسیر اپنی رائے سے نہیں کرتا تھا بلکہ یہ تفسیر بھی ﴿ثم ان علينا بيانه﴾ کے تحت منزل من اللہ تھی۔ پس یہ دونوں غلام احمد مدعی نبوت تھے۔ دونوں کذاب اور دجال تھے اور دونوں کے متبعین دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

ہم نے عصری تقاضوں کا ذکر کیا ہے جس کی کچھ مزید تشریح واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی دہر اور عصر ہیں اسی لئے حکم آیا ہے کہ زمانے کو برا بھلا نہ کہو۔ عصری تقاضے اس کے علم میں اس وقت موجود تھے جب وہ رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل فرمارہا تھا اور اس کا بیان آپؐ پر منکشف فرمارہا تھا لہٰذا عصری تقاضوں کو اپنی آخری ہدایت سے کیونکر باہر رکھ سکتا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ عصری تقاضے، پہلی صدی ہجری ہی میں، جو خیر القرون سے متصل تھی، اتنے بدل جاتے کہ مسائل قیاسات کے تحت حل ہونے لگتے اور حل مسائل اتناد شوار کام

ہو جاتا کہ اسلام ہی دو ٹکڑے ہو کر سنی اور شیعہ ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ حدیث سے دوری کا اثر تھا اور ہے۔ ہمار ے علم میں 1435 سال گزرنے کے باوجود کوئی ایسا عصری تقاضا سامنے نہیں آیا کہ جس کا حل قرآن وحدیث میں موجود نہ ہو۔ ہاں اگر لوگ سود کو عصری تقاضا سمجھ لیں اور مفتیان شرع اور گمراہ مجتہدین اس کی حلت وجواز کے طریقے ڈھونڈنے لگ جائیں تو ان کی اپنی مرضی ''ربوا'' یعنی سود حرام تھا اور ہے۔ اسے منافع، اسے مارک اپ اور سروس چارجز کے لبادے اوڑھانے سے اس کی حرمت، عصری تقاضوں کے ضمن میں نہیں آتی ہے۔ یہ قرآن کا بیّن حکم ہے۔ حدیث نے اسے مزید بیّن کرتے ہوئے سگی ماں سے زنا کرنے کے برابر ٹھہرایا ہے تو اسے کسی گمراہ مفتی شرع کے اجتہاد سے حلال نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اجتہاد کے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں۔

اسی طرح جب مطاف تنگ ہونے لگا تو تین منزلہ مطاف بن گئے۔ یہ ہے مسنون اجتہاد جس کے دروازے خود بخود کھلتے رہتے ہیں مگر حدیث کو ترک کر کے اجتہاد کرنا اور قیاسات کے گھوڑے دوڑانا سراسر گمراہی ہے اور اسی شیطانی تمنا سے حدیث دشمنی جنم لیتی ہے۔ ہمیں اس بات پر ہمیشہ تعجب رہا ہے اور رہے گا کہ اجتہاد کا واویلا اول سیکولر اور پھر دین بے زار لوگ کرتے ہیں۔ حنیف رامے، ملک معراج خالد اور حسن نثار اجتہاد کے داعی ہی نہیں بلکہ دبے دبے لفظوں میں مجتہد کہلاتے ہیں۔ ہم ان کی مسلمانی میں کوئی شک نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کو ہمارے سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے لیکن سیکولر لوگوں کی طرف سے ضرورتِ اجتہاد کا نعرہ عجیب ضرور لگتا ہے۔ یہ بات تو الگ رہی مگر وہ ان علمائے اسلام پر تضحیک آمیز تنقید کرتے ہیں جو انہیں یہ حق دینے پر تیار نہیں ہوتے کہ وہ اجتہاد کریں۔ یہ انہیں ملانے کہتے ہیں مگر مرنے پر یہ ضرور چاہتے ہیں کہ یہی ملا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائیں اور انہیں سید علی ہجویری کے احاطہ مزار میں دفن کیا جائے۔ شنید ہے کہ شاتم رسول اللہ ﷺ سلمان تاثیر سابق گورنر پنجاب جب قتل ہوا تو اس کی جیب میں سے سورۂ یٰسین برآمد ہوئی تھی۔

ہم اہل حدیث، تحفظ حدیث کیلئے زندہ ہیں یہی وجہ ہے کہ بدعت کے علمبردار اور تقلید جامد کے قافلہ سالار ہم سے بیزار رہتے ہیں۔ ہم آئمہ وفقہاء کے قدردان اور ان کی خدماتِ اسلام کے معترف ہیں جو خود فرما گئے ہیں کہ اگر ان کے فتویٰ کے مقابلے میں کوئی حدیث ہی مل جائے تو ہمارے قول کو دیوار پر مار دینا۔ ہم بس یہی کرتے ہیں کہ ان کے فتاویٰ کو وہاں ترک کر دیتے ہیں جہاں ہمیں حدیث مل جاتی ہے اس طرح سے ہم ان کے فرمانبردار ہیں اور ان کے نام نہاد مقلدین جو حدیث کو نظر انداز کر کے ان کے قول سے چمٹے ہوئے ہیں وہ ان کے نافرمان ہیں۔

حضرت العلام مولانا حافظ عبدالغفورؒ جب وارد جہلم ہوئے تو یہاں نام کو مسلک اہل حدیث زندہ تو تھا مگر بدعت گزیدہ ماحول میں اس کی مثال اس جگنو کی سی تھی جو شب تار کی ظلمتوں کو مٹانے اور متلاشیانِ راہ کی راہنمائی کرنے کیلئے قلیل روشنی کے نحیف چمکارے دکھاتا ہے۔ حضرت العلام مولانا حافظ عبدالغفورؒ نے مسلک اہل حدیث کی جہلم میں نشأۃ ثانیہ کیلئے وہ کارنامے سرانجام دیئے جن کے بیان کیلئے کئی دفتر درکار ہیں۔ میں صرف جامعہ علوم اثریہ کے اجراء، جامع مسجد اہل حدیث لاہور موڑ کی تعمیر اور ضلع جہلم کے گاؤں گاؤں میں حدیث شریف اور توحید باری تعالیٰ کے شجر ہائے سایہ دار اُگانے کی طرف آپ کی توجہ دلانے پر اکتفا کروں گا۔ حضرت حافظ صاحب مرحوم اپنے مسلک کی آبیاری اور عقیدہ توحید کی تبلیغ میں تیغ بے نیام تھے۔ اس راہ میں انہوں نے تہمت طرازی کے زخم کھائے، دشمنانِ حدیث کی زبانوں سے بدترین سب وشتم کے کچوکے بھی سہے مگر ان کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔ جوانی سے گزر تو انی پائی مگر اپنی تحریکی سرگرمیوں میں کوتاہی نہ کی۔ بال کافور کی طرح سفید ہو گئے دورانِ خون میں سستی تو آ گئی۔ مگر

آگ تھی کافور پیری میں نہاں

خدمتِ اسلام کا جوش دمِ واپسیں بھی آتشِ عمل میں موجود تھا۔ ان کے جانشینان کے فرزند اکبر علامہ مولانا محمد مدنیؒ ہوئے۔ جنہوں نے اپنے عظیم باپ کے مشن کو چار چاند لگا دیئے اور مسلک اہل حدیث کا پیغام ایسے ایسے علاقوں تک پہنچا دیا جہاں کے باسیوں کے کان صرف دین تصوف کی آواز سننے کے عادی تھے۔ جہاں کے عوام مثنوی مولانا روم کو قرآن شریف کی طرح مثنوی شریف کہتے اور ہیر رانجھا کی داستانِ عشق کو پنجابی کا رآن کہتے تھے۔ جہاں علماء کے وعظ، قرآن وحدیث کی جگہ تذکرۃ الأولیاء، سیف الملوک اور کشف المحجوب جیسی عجمی اور مبتدی کتب سے ماخوذ ہوئے۔ ان کے بعد ان کے بھائی حافظ عبدالحمید عامر فاضل مدینہ یونیورسٹی جانشین ہوئے جنہوں نے مسلک اہل حدیث کو بینظیر خدمت مہیا کی جس کے اثر سے ضلع جہلم کی چاروں تحصیلوں میں اہل حدیث جامع مساجد قائم ہوئیں اور مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چوک اہل حدیث کی تعمیر نو ایسے انداز میں کرائی کہ وہ زینت المساجد بن گئی۔ اس راہ کے خار مغیلاں سے حافظ صاحب کے پاؤں چھلنی ہوئے اور ہر قدم پر اہل بدعت نے ان کیلئے ہمالیہ جتنی بڑی رکاوٹیں کھڑی کیں مگر انہوں نے بڑے صبر وتحمل اور بڑی ثابت قدمی سے ان کا سامنا کیا۔

حافظ احمد حقیق جامعہ اثریہ للبنات میں اپنے عظیم باپ کے جانشین ہیں، جو اپنے بڑے بھائی حافظ

عبدالحمید عامر کی اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ ساتھ ان کے دست و بازو بھی ہیں۔ جامعہ ہذا سے طالبات سینکڑوں کی تعداد میں فارغ التحصیل ہو کر اپنے اپنے میکے اور سسرال میں قرآن مجید، حدیث شریف اور سنتِ محمدیہ کی دستبو کی مہک سے گھرانوں کو معطر کر رہی ہیں۔ اسی کا اثر ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں افراد بدعت کی ظلمتوں اور شرک کی غلاظتوں اور استمد ادغیراللہ کی نجاستوں سے مزکی ہوگئے ہیں اور ان کے دامن تربیت میں پلنے والے بچے گلشن توحید وسنت کی پود ثابت ہونے والے ہیں۔ ماشاء اللہ

آلِ حافظ عبدالغفورؒ کے دو دیگر گلہائے سرسید کے ذکر خیر کے بغیر شاید یہ تحریر مکمل نہ ہوگی یعنی قاری عبدالرشید اور حافظ عبدالرؤف بھی اپنی حیاتِ مستعار کے اوقاتِ عزیز اپنے مورث اور اپنے اخوانِ گرامی کی طرح خدمتِ اسلام میں صرف کر رہے ہیں اور جامعہ کے انتظام وانصرام میں رئیس الجامعہ کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ الحمدللہ کہ علامہ محمد مدنیؒ کے بیٹے بھی اپنے عم بزرگوار کے ہم نوا ہو کر اپنے اجداد کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ رئیس الجامعہ کے بچوں کی طرح آل حافظ عبدالغفورؒ کے بچے کچھ تو مدینہ یونیورسٹی سے سندِ فضیلت حاصل کر چکے ہیں اور باقی وہاں زیر تعلیم ہیں۔

موقع کی مناسبت سے مرحوم ومغفور حضرت مولانا پیر محمد یعقوب قریشی ہاشمی، سابق شیخ الحدیث کی خدماتِ جلیلہ دربارہ بخاری شریف کا ذکرِ خیر بھی واجب ہے انہوں نے تقریباً ربع صدی تک یہاں بخاری شریف کا درس دیا اور یہیں سے اپنا بیش بہا توشہ آخرت لے کر اپنے رب کے حضور پیش ہو گئے۔ اس بابرکت خدمتِ اسلام پر نظر کریں تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وتدریس کیلئے جئے اور اسی خدمت میں فوت ہو کر حیاتِ جاوید پا گئے۔ حیاتِ جاوید اس لئے کہ ان کے شاگردوں میں سے اکثر مسند تدریس حدیث پر متمکن ہونگے اور یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا جو ان کیلئے صدقہ جاریہ اور حیاتِ جاوید ثابت ہوگا۔ ان کے جانشین مولانا محمد اکرم جمیل صاحب تقریباً ربع صدی تک بخاری پڑھا کر اپنے وطن مالوف کو مراجعت کر گئے ہیں لوحِ جامعہ پر ان کی خدمات عظیمہ ہمیشہ مرتسم رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور عمل میں صحت بدنی کے ساتھ اضافہ فرمائے۔ آمین

جامعہ علوم اثریہ، علوم عصریہ ومتداولہ کی اہمیت سے پوری طرح آگاہ ہے۔ اسی لئے جامعہ کے دوربین منتظمین نے اپنے سکول اور کالج بھی قائم کر دیئے ہیں یہ ایک بڑی دینی ضرورت تھی کیونکہ سرکاری تعلیمی اداروں میں صرف انگریزی تعلیم پر توجہ مرکوز رہتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر ہمیں اجازت دی جائے تو ہم یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں

رکھیں گے کہ ان اداروں میں اسلامیات پڑھانے والے انگریزی ماسٹر بذات خود صحیح قرأت سے قرآن مجید نہیں پڑھ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکاری تعلیمی اداروں سے اسلامیات پڑھ کر نکلنے والے طلبا مبادیات اسلام سے بھی نا آشنا رہتے ہیں۔

ہماری کوشش ہے کہ ہم انگریزی خواں طلبا پر صبغۃ اللہ کا رنگ چڑھا کر میدان زندگی میں اتاریں تا کہ وہ جس میدان کا انتخاب کریں اس میں اسلام کے پیکر بن کر رہیں اور انگریزی تعلیم ان کے اسلامی تشخص اور اسلامی ثقافت پر اپنا رنگ نہ جما سکے۔ اس لئے ہم بلا تمیز جملہ اہل اسلام کو صرف دعوت ہی نہیں، ترغیب بھی دیتے ہیں بلکہ بحیثیت مسلمان حکم دیتے ہیں کہ اپنے بچے ہمارے تعلیمی اداروں میں داخل کرائیں۔ ہم اپنے اداروں میں خالص اسلام کی تعلیم دیں گے۔

ہمارے سکول اور کالج کے نصاب میں کمپیوٹر اور اس سے متعلقہ ساری تعلیم از قبیل آئی۔ٹی وغیرہ شامل ہے۔ سائنس کی تعلیم کیلئے ماہر اساتذہ موجود ہیں۔ ہم ایسے طلبا تیار کر کے میدان عمل میں اتاریں گے جو انگریزی اس لئے پڑھیں گے کہ یہ ایجادات کی زبان ہے اور اسلام کو اس لئے پڑھ کر آئیں گے کہ اسلامی طرز حیات کو انگریزی ثقافت پر غالب کر دیں گے۔

ہم اپنے تئیں پابند سمجھتے ہیں کہ ان تمام علمائے کرام، جملہ حاضرین تقریب اور بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عبداللہ ناصرؔ رحمانی، صاحب کا شکریہ ادا کریں جنہوں نے اس محفل پاک میں شرکت فرما کر اس کی شان کو دوبالا کیا ہے۔

بہر حال ہم اپنے جملہ اسٹاف ممبران، اساتذہ کرام اور اراکین انجمن اہل حدیث و اہل حدیث یوتھ فورس کی مساعی جمیلہ اور خدماتِ جلیلہ کے اعتراف میں بخل سے کام نہ لیں گے جن کی برکت سے یہ گلشنِ اسلام آباد و پر بہار ہے۔ انہی کے دم قدم سے یہاں دریائے اسلام بہہ رہا ہے۔ انہی کی محنتوں و کوششوں سے اس پاکیزہ جامعہ کے کلاس رومز سے قال قال رسول اللہ ﷺ کی روح پرور صدائیں بلند ہوتی ہیں انہی کے اہتمام سے پھولوں جیسے ننھے طالب علم حفظ قرآن کرنے میں محو ہیں۔ یہی وہ مناظر ہیں جنہیں دیکھ کر عرش پر ملائکہ اور خالق ارض وسما صدائے آفریں بلند کرتے اور دادِ تحسین دیتے ہیں کیونکہ ہمارا جامعہ قرآن وحدیث کا قلعہ ہے جس میں شرک وبدعت نقب نہیں لگا سکتے۔ والحمد للہ رب العالمین۔